غیر مقلدین کی خانہ جنگی

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین کی خانہ جنگی

ہمارے لامذہب (غیر مقلد) بھی عجیب ذہنیت کے مالک ہیں۔ رات دن یہ راگ الاپتے ہیں کہ تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے ہیں حنفی شافعی، مالکی، حنبلی ان کے اختلافات بیان کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان اختلافات سے ہی تنگ آکر تقلید چھوڑی ہے اور بے چارے سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اختلاف سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ جہاں اختلاف دیکھو۔ اس سے جان بچاؤ اور اس چیز کو چھوڑ دو۔ مگر عاقل اور فہیم لوگ جانتے ہیں کہ یہ محض ایک فریب ہے۔ ہم ان لامذہبوں سے پوچھتے ہیں کہ:

(۱) کیا فروعی اختلافات صحابہ میں تھا یا نہیں اگر تھا جیسا کہ کتب احادیث مثل مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ سے ظاہر ہے کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل میں اختلاف تھا تو کیا آپ کے اصول پر صحابہ کو چھوڑنے والے حق پر ہیں یا ماننے والے۔

(۲) نیز یہ فرمائیے کہ آپ کے مناظر اعظم شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں۔ اس لیے اصحاب کے حق میں سب وشتم کرنے والے کو کافر یا مومن کہنے کے بارے میں کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۹۰) کہ یہ مسئلہ کسی حدیث صحیح، صریح غیر معارض سے ثابت ہے؟

(۳) کیا فروعی مسائل میں حدیث میں اختلاف ہے یا نہیں۔ کتب احادیث کو دیکھنے والا جانتا ہے کہ یقیناً اختلاف ہے تو آپ کے اسی اصول پر تمام احادیث کا انکار کرنے والے حق پر ہیں یا اختلافی احادیث میں سے راجح احادیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں۔

(۴) کیا محدثین میں احادیث کی صحت وضعف کے بیان میں اختلاف ہے یا نہیں یقیناً ہے ایک محدث ایک حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ دوسرا محدث اسے ضعیف بلکہ موضوع تک کہہ جاتا ہے۔ تو کیا آپ کے اصول پر محدثین کا انکار کر دیا جائے گا۔

(۵) کیا اسماء الرجال میں راویوں کے ثقہ یا ضعیف ہونے کے بارہ میں اختلاف ہے یا نہیں یقیناً ہے تو کیا آپ کے اصول پر اسماء الرجال کے سارے فن کو ترک کر دینا واجب ہے۔

(۶) کیا قرآن پاک بہت سی آیات کی تفسیر کے بارہ میں مختلف اقوال تفاسیر میں موجود ہیں یا نہیں؟۔ تفاسیر کو دیکھیں یقیناً ہیں تو کیا قرآن پاک کی ان آیات کا انکار کر دو گے جن کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

(۷) کیا قرآن پاک کی ساتوں قرأتوں میں اختلاف ہے یا نہیں ہے۔ اور یقیناً ہے تو کیا ان سب قرأتوں کا انکار کر دیا جائے گا؟

(۸) اور خدارا بتایئے کیا اس ملک میں شافعی بستے ہیں؟ مالکی آباد ہیں؟ حنبلی رہتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ کیا اس ملک میں کبھی حنفی شافعی مناظرہ ہوا کبھی مالکی حنبلی جھگڑا کھڑا ہوا کسی مالکی نے کوئی کتاب یا رسالہ حنفیوں کے خلاف لکھا؟ ہرگز نہیں تو جو اختلاف اس ملک میں سرے سے موجود ہی نہیں اس کا ذکر کر کے لوگوں کو دین سے بیزار کرنا دین کی کونسی خدمت ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم اس اختلاف کی وجہ سے غیر مقلد ہوئے ہیں کتنا بڑا جھوٹ ہے اگر آپ کی یہ دلیل انکار تقلید کے لیے واقعی معقول ہے تو کیا منکرین حدیث کا کہنا کہ احادیث کے اختلافات کی وجہ سے منکر حدیث بنے ہیں۔ منکرین صحابہ کا کہنا کہ صحابہ کے اختلاف کی وجہ سے ہم نے صحابہ سے انکار کیا ہے ان کی دلیل اور آپ کی دلیل میں کیا فرق ہے۔ جب کہ وہ اختلاف موجود ہے اور آپ کا بیان کردہ اختلاف سرے سے موجود ہی نہیں (اس ملک میں)۔

(۹) اگر انکار تقلید کا سبب آئمہ مجتہدین کا اختلاف ہے تو غیر مقلدین اس ملک

میں پیدا ہونے چاہیے تھے جہاں چاروں مذاہب موجود ہیں۔ حرمین شریفین میں تقریباً بارہ سو سال سے آئمہ اربعہ کے مقلدین آباد ہیں۔ ان کے مدارس ہیں۔ ان کی مساجد ہیں۔ ہر گروہ کے مفتی صاحبان ہیں۔ مگر بارہ سو سال میں وہاں تو غیر مقلد فرقہ پیدا نہ ہوا۔ یہ لا مذہب فرقہ انگریز کی حکومت میں اس ملک میں پیدا ہوا جہاں آئمہ اربعہ کے اختلاف کا نام تک نہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا یہ پروپیگنڈہ سراسر جھوٹا ہے۔ کہ آئمہ اربعہ کے اختلاف کی وجہ سے ہم غیر مقلد ہوتے ہیں۔

(۱۰) پھر عجیب بات یہ ہے کہ آئمہ اربعہ کا اختلاف تو اس ملک میں سرے سے موجود ہی نہیں مگر اس فرقہ پر نصف صدی بھی نہیں گزری تھی کہ یہ فرقہ عقائد کے اعتبار سے مرزائیوں، نیچریوں، منکرین حدیث اور دین بیزاروں میں بٹ گیا اور اعمال کے اعتبار سے محمدی، غزنوی، روپڑی، ثنائی، غربا اہلحدیث، جماعت المسلمین وغیرہ فرقوں میں بٹ گیا اور یہ اختلاف اسی ملک میں موجود ہے۔ ان کو چاہیے کہ ان اختلافات کو تقریروں میں بیان کر کے اپنے فرقوں کا جھوٹا ہونا بیان کریں۔

(۱) زیارت قبور

مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں، قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ ممانعت اٹھ نہیں سکتی (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۱۶، ۳۱۵) مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۱۶) ایک مفتی اسے لعنتی کہتا ہے دوسرا عامل بالحدیث۔

(۲) امامت

مولانا ثنا اللہ فرماتے ہیں ''جو حضور کو حاضر ناظر جانے اس کو امام بنانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶۴)

مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مرزائی کی اقتداء جائز ہے بلکہ مولانا ثناء اللہ نے مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ (فیصلہ مکہ ص ۷ و ۳۶)

(۳) مولانا ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں محرم عاشورا کے دن اپنے بچوں کے لیے حلوا وغیرہ پکانا بند کرنا چاہیے یہ بدعت ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶۷)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں پر وسعت کرنا حدیث صحیح سے ثابت ہے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۷)

(۴) مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ اس کے قائل تھے کہ خواب میں معراج ہوا۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۸)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں (یہ خواب) کا معراج بالکل غلط ہے کسے باشد۔ (ثنائیہ ج ا ص ۳۶۸)

(۵) مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں۔ جو امام تعدیل ارکان نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۲)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں نہیں نہیں ہرگز ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۲)

(۶) مولانا ثنأ اللہ صاحب فرماتے ہیں جس شخص نے فجر اور عصر کے فرض پڑھ لیے ہوں پھر اسے جماعت فجر عصر کی ملے تو شامل نہ ہو۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ عصر اور فجر کی نماز میں بھی دوبارہ جماعت میں شریک ہو جائے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

(۷) مولانا ثنأ اللہ صاحب فرماتے ہیں جس نے مغرب کی نماز پہلے پڑھ لی ہو وہ پھر جماعت میں شریک ہو تو چار رکعت کی نیت کرے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں تین رکعت کی ہی نیت کرے کیونکہ تین نفل جائز ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۳)

(۸) جمعہ کی اذان اول رائجہ بدعت ضلالت ہے نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عثمانی نہ سنت خلفاء۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۴۳۴)

یہ اذان سنت خلفا ہے اس کو گمراہی اور ضلالت کہنا بالکل غلو ہے۔ جمہور صحابہ پر حملے کرنا بڑی جرأت ہے۔ (ج ا ص ۴۳۵، ج ۲ ص ۱۷۹)

(۹) مولانا ثناءاللہ، جرابوں پر آنحضرت ﷺ نے مسح کیا ہے۔
(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۱)
مولانا شرف الدین، میاں نذیر حسین۔ جرابوں پر مسح جائز نہیں۔
(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۴۴۲، ۴۴۳)

(۱۰) کل سفر تین میل کرنا ہو تو نماز قصر کر سکتا ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۴) اگر کل سفر دس میل ہو تو قصر کر سکتا ہے (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۰) محدثین کے نزدیک بارہ میل سفر پر قصر کر سکتا ہے۔ (ثنائیہ ص ۴۶۳) جمہور، سلف اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اڑتالیس میل پر قصر کرے اس سے کم پر نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۶۲)

(۱۱) بے نماز کافر ہے واجب القتل ہے (ثنائیہ ص ۴۶۵) نہ کافر ہے نہ واجب القتل۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۶)

(۱۲) مسجد کا محراب بنانا یہود و نصاریٰ سے مشابہت اور بدعت ہے۔ (اربعین محمدی، محمد جوناگڑھی) مسجد میں محراب بنانے جائز ہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۴۷۶)

(۱۳) چار رکعتوں کے درمیانی قعدہ میں بھی درود شریف پڑھنے کا حکم حدیث میں ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۶) چار رکعتوں کے درمیانی التحیات میں درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۷)

(۱۴) جو شخص حالت جنابت میں ہو اس پر غسل فرض ہو وہ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتا (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۱۸) ایسی حالت جنابت میں قرآن پاک کی تلاوت کر سکتا ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۰، ۵۲۱)

(۱۵) سر ننگے نماز جائز ہے۔ سر ننگے نماز کو سنت سمجھنا بالکل غلط ہے بلکہ اس کی عادت خلاف سنت اور بے وقوفی ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳)

(۱۶) تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنا منع ہے۔ (ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳) اوقات نہی میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ تحیۃ المسجد صرف مستحب ہے اوقات نہی

میں نہ پڑھے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۵۲۴)

(۱۷) جو مقتدی رکوع میں آ کر شریک ہو اس کی وہ رکعت شمار نہیں ہو گی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۵۳۲، ۵۳۳) جو شخص رکوع میں آ کر شریک ہوا احادیث صحیحہ کے مطابق اس کی وہ رکعت صحیح ہے۔ اعادہ نہ کرے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ا)

(۱۸) عیدین کے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے جو اس کے خلاف کرتا ہے خلاف سنت ہے۔ (ثنائیہ ج ا ص ۵۳۵)

دو خطبے عیدین کے اور ان کے درمیان بیٹھنا خلاف سنت ہے۔

(ثنائیہ ج ا ص ۵۳۶)

(۱۹) رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا اس کے حکم میں سخت اختلاف ہے۔

(۱) یہ نماز کا رکن ہے۔ (جیسے دین اسلام کے پانچ ارکان ہیں یہ بھی نماز کا رکن ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۲) یہ رفع یدین نماز کے واجبات میں سے ہے جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز باطل ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۳) یہ رفع یدین سنت ہے اس کا تارک کافر ہے۔ خدا کا دشمن ہے نبی کا مخالف ہے امت محمدیہ سے خارج اور گمراہ ہے۔ (اثبات رفع الیدین)

(۴) یہ رفع یدین نماز کی زینت ہے اس کا تارک اتباع سنت سے محروم ہے بدقسمت ہے اور چار رکعتوں میں سو نیکیوں سے محروم ہے۔ (اثبات رفع الیدین)

(۵) یہ رفع یدین اتنی اہم ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے نجران کے ضدی عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اسی طرح نور حسین گرجاکھی نے تارکین رفع یدین کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ (اثبات رفع یدین)

(۶) مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاحب تنویر العینین کے مسلک کو اپنا مسلک قرار دیا اگرچہ نامکمل نقل کیا ہے کہ رفع یدین کرنا ثواب کا کام ہے لیکن اگر کوئی ساری

عمر بھی نہ کرے تو اس پر ملامت کرنا جائز نہیں۔ (ثنائیہ ج ا ص ۱۰۱)

(۷) یہ رفع یدین مستحب ہے اس کے ترک میں ثواب نہیں ملتا جیسے ہر نماز کے لیے وضو کرنا مامور بہ لیکن وضو ہونے کی صورت میں ترک وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے۔ مگر (وضو پر وضو) کرنے کا ثواب نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ترک رفع ترک ثواب ہے ترک فعل سنت نہیں۔ فافھم. (ثنائیہ ج ا ص ۶۰۸)

(۸) اس کو سنت یا مستحب سمجھنے کی نشانی یہ ہے کہ کبھی کیا کرے کبھی چھوڑ دیا کرے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۵۸۱)

(۹) نواب وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔ رفع یدین سنت ہے جیسے جوتا پہن کر مسجد میں جانا سنت ہے یا جوتے سمیت نماز پڑھنا سنت ہے۔ جہاں فساد کا خوف ہو لوگ ناراض ہوں ان کے سامنے نہ کرے۔ (ملخصاً تیسر الجازی ج ا ص ۱۵۶)

(۱۰) یہی نواب وحید الزمان صاحب ان اعمال کی فہرست بیان کرتے ہیں جن کے فاعل پر انکار کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ وہ اعمال یہ ہیں۔ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا، مردوں کا وسیلہ لینا، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا بیوی کی دُبر زنی کرنا، متعہ کرنا کرانا۔ دو نمازوں کا اکٹھا کر کے پڑھنا، شطرنج کھیلنا گانا گانا، باجے بجانا، ختم دلانا، محفل میلاد کرنا، نماز میں رفع یدین کرنا، بلند آواز میں آمین کہنا، تشہد میں انگلی اٹھانا۔ (ہدیۃ المهدی ج ا ص ۱۱۸) اب رفع یدین متعہ اور دُبر زنی کے برابر ہو گئی۔

(۲۰) منی پاک ہے جیسے تھوک اور رینٹ پاک ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۳۳، ۳۴)

منی پیشاب پاخانہ کی طرح ناپاک ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ا ص ۴۲)

(۲۱) کافر اور مشرک کے روپیہ سے مسجد بنانا ناجائز ہے۔ ان کا روپیہ مسجد میں لگ ہی نہیں سکتا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۴۷)

نوٹ: آجکل غیر مقلدین کی ساری بناوٹ اور آبادی ہی سعودیہ کے پیسے سے ہے جو حنبلی مقلد ہیں اور مقلد مشرک ہوتا ہے۔

کوئی غیر مسلم مسجد کو ثواب اور دین کا کام سمجھ کر حلال کمائی سے امداد کرنا چاہے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۴۵ ج ۱ ص ۵۲)

(۲۲) جس جگہ پہلے مسجد ہو اس مسجد کو گرا کر وہاں مدرسہ بلکہ بازار بنانا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۵۰) جو مکان شرعی مسجد بن جائے اس کو دکانیں یا (سوائے سجدہ گاہ کے اور کچھ بنانا جائز نہیں) (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۵۱)

(۲۳) مسجد کے لوٹے، رسی، بالٹی چٹائی، دری، جاجم، فرش اور اس کی مرمت و صفائی یا تعمیر میں عشر اور زکوٰۃ (اوساخ الناس) کا خرچ کرنا درست نہیں کیونکہ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصارف منصوصہ میں داخل نہیں (ج ۲ ص ۵۴)

مسجد کی مرمت تعمیر یا ضروری سامان کا انتظام مصارف زکوٰۃ میں آجاتا ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۵۲، ۵۱)

(۲۴) ایک شخص نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی وہ مسجد میں گیا تو عصر کی نماز کھڑی تھی۔ وہ ظہر کی نیت سے جماعت عصر میں شامل ہو گیا۔ اس کا یہ فعل نص صریح کے معارض ہے اس لیے غلط اور مردود ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

وہ ظہر کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جائے اور بعد میں عصر کی نماز الگ پڑھ لے یہی صورت بہتر ہے۔ (ج ۲ ص ۱۲۹)

(۲۵) جمعہ کے دن زوال کے وقت نفل پڑھنے جائز ہیں۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۳۳)

جمعہ کے دن زوال کے وقت نماز پڑھنی منع ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۳۳)

(۲۶) مسبوق کے پیچھے نماز پڑھنی حدیث سے مسکوت عنہ ہے اور اصل مسکوت عنہ میں جواز و اباحت ہے پس جواز ثابت ہوا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۱۹۶) مسبوق کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۲۶)

(۲۷) کسی بریلوی حنفی کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ ان کے بعض عقائد و اعمال

شرکیہ اور کفریہ ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۴۰) بریلویوں کی عارضی اقتدا میں نماز باجماعت ادا کر لینی چاہیے یہ لوگ اہل اسلام سے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۴۳)

(۲۸) عام غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے مگر ان کی آخری معتبر کتاب میں حافظ محمد گوندلوی نے لکھا ہے کہ زیر بحث عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اور اس سے صرف ایک بار کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (خیر الکلام ص ۱۳۶) ان احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار نماز میں ضرور فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ (خیر الکلام ص ۵۳۶) یعنی ساری نماز ظہر میں صرف ایک مرتبہ فاتحہ ضروری ہے۔

(۲۹) عام طور پر لامذہب یہ کہا کرتے ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل ہے۔ چنانچہ حافظ محمد گوندلوی لکھتا ہے ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فرعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے۔ پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کرے۔ تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور ہماری تحقیق میں فاتحہ خلف الامام ہر نماز میں جہری ہو یا سری فرض ہے اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے (خیر الکلام ص ۳۲) امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ صحابہ اور تابعین ہیں۔ اہل حجاز میں امام مالک ہیں اہل عراق میں امام ثوری ہیں۔ اہل شام میں امام اوزاعی ہیں۔ اہل مصر میں امام لیث ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایسے شخص کی نماز کو باطل نہیں کہا جس نے جہری نماز میں امام کی اقتدا کی اور قرأت نہ کی۔ (خیر الکلام ص ۳۲)

مولانا عطا اللہ حنیف بھوجیانوی احسن الکلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ پونے چار سو صفحات کی یہ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔ ساری بنیاد اس پر کھڑی کی گئی ہے کہ اہل حدیث امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز سمجھتے ہیں

حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے امام بخاری سے لے کر محققین علمائے اہل حدیث تک کی کسی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا۔ (مقدمہ خیر الکلام ص ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے لیکر پندرھویں صدی عطا اللہ حنیف تک کسی محقق نے بھی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز نہیں کہا بے نماز کہنا تحقیق نہیں خلاف تحقیق ہے۔

(۳۰) عام طور پر غیر مقلدین سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ منع ہے کیونکہ بخاری مسلم کی حدیث ابن عمرؓ میں آ گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے کہ یہ رفع یدین یعنی سجدہ کی نبی ﷺ کی آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی آخری عمر میں داخل ہوا ہے اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو بلکہ ابن عمر کا اس فعل کو قبول کرنا بعد روایت منع رفع الیدین عندالسجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا...... بلاشبہ اس کا عامل محیی السنۃ المیتۃ ہے (یعنی مردہ سنت کو زندہ کرنے والا ہے) اور مستحق اجر سو شہید کا ہے اس کی مخالفت کرنے والا اور ناراض ہونے والا غالی اور معاند حق ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

(۳۱) پنجاب کے غیر مقلدین رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑتے ہیں اور سندھ کے بعض غیر مقلدین رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ سینے پر باندھتے ہیں۔

خانہ جنگی

(ا) اگر سونے کا بھی مکمل نصاب نہ ہو چاندی کا بھی مکمل نصاب نہ ہو اور دونوں مل کر ان کی قیمت نصاب کے برابر بن جاتی ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

(ابوالحسن، نذیر حسین فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۸۵ـ۸۶)

(ب) سونے اور چاندی کو ایک جگہ ملا کر زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی بلکہ ایسی صورت میں

زکوٰۃ معاف ہوگی۔

(محمد یونس مدرس مدرسہ میاں صاحب فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۸۶،۸۸)

(ج) اس بارہ میں حضور سے کچھ مروی نہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۹۱)

(۲) زیور کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے زیور پر زکوٰۃ فرض ہے۔ کیونکہ صحیح مسلک محققین کا یہی ہے۔ کہ زیور پر زکوٰۃ فرض ہے اس لیے حدیث کی کتابوں میں بہت سی حدیثیں ہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۹۳) زیور مستعملہ میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا اختلاف قطعاً باطل ہے (ص ۹۶) شرف الدین فرض ہے۔ (ج ۷ ص ۱۰۱) سعیدی واجب نہیں (ج ا ص ۵۹،) ثناء اللہ ج ۷ ص ۱۰۰) عبدالرؤف رحمانی ج ۷ ص ۳۰۲)

(۳) مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں (عرف الجادی) زکوٰۃ فرض ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷ ص ۷۶)

(۴) عشر

عشر ہری زمینیں جن پر سرکار لگان لیتی ہے عشر واجب ہے

(عبداللہ غازی پوری ج ۷، ص ۱۲۶، ۱۲۷)

ان زمینوں پر نصف عشر واجب ہے۔ عبداللہ روپڑی (ج ۷ ص ۱۲۴)

ربع عشر واجب ہے۔ (ثناء اللہ ج ۷ ص ۱۲۳، ص ۱۸۳، ص ۱۴۵)

(۵) علما اور زکوٰۃ

من جملہ فی سبلیل اللہ علماء کرام پر صرف کرنا بھی ہے اس لیے کہ انکا بھی اس مال میں حصہ ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں خواہ فقیر بلکہ اس راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ (ج ۷ ص ۲۲۴)

اصحاب اموال کا اپنے بچوں کو ایسے لوگوں سے تعلیم دلانا جن کی وہ تنخواہ اپنے اموال کی زکوٰۃ وعشر سے دیتے ہیں درست نہیں ایسے علماء جو دین کے کام میں مصروف ہوں معیشت کے لیے وقت نہ نکال سکیں مساکین میں شامل ہیں۔ (ج ۷ ص ۲۳۹)

(۶) مسجد

(ا) زکوٰۃ وعشر نہ اپنی مسجد پر خرچ کرنا جائز ہے۔ نہ دوسری مسجد پر۔ مسجد اور اس کی ضروریات زکوٰۃ کے مصرف میں داخل نہیں (ج ا ص ۱۷۸) اور زکوٰۃ کا مال بھی مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ مصارف زکوٰۃ ایک مشہور چیز ہے۔ مساجد زکوٰۃ کے مصارف سے ہرگز نہیں۔ بعض لوگ فی سبیل اللہ کو عام جان کر زکوٰۃ کے روپوں کو مسجد میں لگانا جائز بتاتے ہیں۔ ان کی زبردست غلطی ہے بغیر دلیل کے لڑتے ہیں نیز یہ زکوٰۃ اوساخ الناس ہے (شرف ج ۷ ص ۲۲۶) آیت شریف للفقرأ میں ''لام'' محض تملیک کے لیے ہے۔ اور مدارس ومساجد پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں۔

(محمد اسماعیل مدراسی ص ۲۳۳)

(ب) تعمیر مساجد میں صرف کرنا درست ہے (ج ۷ ص ۲۲۱) زکوٰۃ کے متعلق ایک قول ملتا ہے کہ مسجد میں لگانا جائز ہے (ج ۷ ص ۲۸۶)

مدرسہ

(ا) مال زکوٰۃ سے مدرسین کو دینا یا سامان فراہم کرنا جائز نہیں ہے ہاں مال زکوٰۃ غریب طلباء کو دینا جائز ہے (ج ۷ ص ۲۱۳) نذیر حسین۔

(ب) جو شخص اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے لوگوں کو کہے کہ مال زکوٰۃ مدرسہ میں طلبا کو دینا یا مال زکوٰۃ سے مدرسہ بنانا حرام وناجائز ہے۔ وہ جھوٹا اور علم دین سے بے خبر وجاہل ہے اس کو اپنی ہٹ دھرمی وسینہ زوری سے توبہ کر کے خدائے قدوس غفور الرحیم کے دربار عالی میں دست بستہ کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی واجب و ضروری ہے (ج ۷ ص ۲۲۲) مال زکوٰۃ سے مدرسین کو تنخواہ دینا یا سامان مدرسہ فراہم کرنا جائز نہیں (ج ۷ ص ۲۲۷) عبدالرحمٰن مبارکپوری۔

مدرسین کی تنخواہیں اور مناظرین اور مبلغین کا سفر کرایہ اور دیگر ضروری

اخراجات جیسے لاؤڈ سپیکر کا کرایہ اور مبلغین کا سفر خرچ اور زائد خدمت زکوٰۃ سے ہو سکتے ہیں۔ (ج ۷ ص ۲۵۰)

لاؤڈ سپیکرز زکوٰۃ کی مد سے خرید کر وقف نہیں ہوسکتا۔ (ج ۷ ص ۲۵۰، ج ۷ ص ۳۲۴) کارخانہ، مکان، لاریاں اور آلات وغیرہ کی مالیت خواہ کتنی ہو اس پر زکوٰۃ نہیں (ج ۷ ص ۱۹۳) صدقہ فطر فرض عین ہے (ج ۷ ص ۱۹۹، ج ۷ ص ۲۹۳) لاصدقة الاعن ظهر غنى کے خلاف ہے۔

امام

امام زکوٰۃ صدقۃ الفطر امام یا اس کے نائب کے حوالہ کرنا چاہیے (ج ۷ ص ۳۱۰) سردار ہی زکوٰۃ کے لینے اور اس کے بانٹنے کا مالک ہے۔ خود سردار ہی تحصیل کرے یا اپنے نائب کے ذریعے تحصیل کراوے تو جو شخص تحصیلدار کو نہ دے اس سے جبراً لی جاوے گی (ج ۷ ص ۳۱۷) زکوٰۃ اور عید کا صدقہ دینے والا اور نکالنے والا اپنے طور پر غربا ومساکین وغیرہ کو نہ بانٹے بلکہ واجب ہے کہ اپنے سردار یا اس کے نائب کے حوالے کردے یا سردار ونائب خود طلب کر کے اپنے طور پر تقسیم کرادے۔ (ج ۷ ص ۳۱۳)

سود

سیونگ بنک کا سود لینے کا فتویٰ جماعت اہلحدیث میں سے مولوی عبدالواحد غزنوی نے دیا ہوا ہے۔ (ج ۷ ص ۳۰۵)

عُشر کِن پر

عشر صرف زمیندار اور مزارع پر ہے (لوہار، ترکھان، حجام دھوبی پر بعد نصاب بھی فرض نہیں) (ج ۷ ص ۱۳۶)

لوہار ترکھان وغیرہ کے دانے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر بھی عشر فرض ہے۔ (ج ۷ ص ۱۳۶)

ہمشیرہ!

صدقہ فطر وزکوٰۃ حقیقی ہمشیرہ کو باجازت امام دے سکتا ہے (ج ۷ ص ۲۷۹) گنے میں زکوٰۃ فرض ہے (ج ۷ ص ۱۴۹) گنا پونڈا سے رسول اللہ ﷺ نے عشر معاف کر دیا ہے۔ (ج ۷ ص ۱۶۳)

امام

امام (مولوی عبدالستار) کو زکوٰۃ وصول کرنا قطعاناجائز وحرام ہے (ج ۷ ص ۲۶۳) تملیک زکوٰۃ میں لازم ہے (ج ۷ ص ۲۵۶) ضروری نہیں۔ (ج ۷ ص ۲۳۴)

کافر

کافر مصرف زکوٰۃ غریب مساکین ہیں اس میں مؤمن کافر کی تمیز نہیں (ج ۷ ص ۲۷۵) غیر مسلم کو فطرہ یا زکوٰۃ ہرگز نہیں دینی چاہیے اگر ان کو یہ اموال دیے گئے تو شرعاً یہ خیرات مردود ہے۔ (ج ۷ ص ۲۹۱)

حرام دو قسم پر ہے ایک کا حصول بالرضا ہوتا ہے جیسے زنا کی اجرت جوئے کا نفع وغیرہ دوسرا بالجبر جیسے چوری ڈاکہ وغیرہ پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ ہے کہ توبہ کے بعد حلال ہو جاتا ہے دوسری قسم کے متعلق نہیں (ج ۷ ص ۲۷۲) ثنائیہ، پہلی قسم کے متعلق بعض علماء کا عقیدہ بالکل باطل ہے قطعاً حرام ہے حلت کی کوئی دلیل نہیں۔

(ج ۷ ص ۲۷۲ شرفیہ)

(۱) نماز میں آپ کے بدن پہ نجاست لگ گئی آپ نے نماز نہ توڑی۔

(تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۱۲ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷)

پس مصلی بانجاست بدن آثم ست و نمازش باطل نیست۔

ترجمہ: نمازی کے بدن کو نجاست لگی ہو تو وہ گناہ گار ہے لیکن نماز باطل نہیں (بدور الاہلہ) کیا معاذ اللہ آنحضرت ﷺ اس نماز سے گنہگار ہوئے؟

(۲) طہارت محمول و ملبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست (بدور الاہلہ ص ۳۹) ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

نمازی کے لباس اور نمازی نے جو چیز اٹھائی ہو اس کا پاک ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے (جیسے حنفی کہتے ہیں)

اذا القی علیٰ ظهر المصلی قذرا وجیفة لم تفسد علیه صلوته (بخاری ج ۱ ص ۳۷) نیز راجع تیسیر الباری۔

ابوال الابل والدواب والغنم ومرابضها وصلی ابو موسیٰ فی دار

البرید والسرقین والبریة الی جنبه فقال ههناوثم سواء (بخاری ص ۳۶)
یعنی لید اور گوبر نجس نہیں ہے تو یہ مقام اور جنگل کا صاف میدان دونوں برابر ہیں۔

(تیسر الباری ج ا ص ۲۰۸)

طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز۔ یہ بات درست نہیں (گندے لباس اور گندگی سر پر اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز بالکل صحیح ہے) (عرف الجادی ص ۲۱) نوٹ۔ عرف الجادی والا مشت زنی کو بھی واجب کہتا ہے۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

ہمارے علما میں سے امام ابن حزم اور اصطغری کا بھی یہی قول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عورت صرف قبل اور دبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ج ا ص ۲۸۳) باب الصلوٰۃ فی التیان ص ۵۲ گھٹنا ص ۵۳ وظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماعدائے قبل و دبر (عرف الجادی ص ۵۲)
ظاہری دلائل سے محرم کی طرف قبل و دبر کے علاوہ دیکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔
و ہر کہ چیزے از عورتش در نماز نمایاں شد یا در جامہ ناپاک گذارد نمازش صحیح است (عرف الجادی ص ۲۲)
ہر وہ شخص کہ جس کا نماز میں کچھ ستر کھل گیا یا اس نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہے۔
واما آنکہ نماز زن اگر چہ تنہا یا بازناں یا باشوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم است۔ (بدور الاہلہ ص ۳۹)
عورت اکیلی یا عورتوں میں کھڑی ہو کر شوہر یا باپ بھائی، بیٹے کے ساتھ کھڑی ہو کر بالکل ننگی نماز پڑھ سکتی ہے (حنفی جو کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی) ہم یہ بات نہیں مانتے۔
مولوی ثناء اللہ کے نزدیک نوکر ج ا ص ۴۳۶، ج ا ص ۶۱۵ دکاندار ج ا ص ۶۰۳، فٹ بال کھلاڑی (ج ا ص ۶۳۲، ۶۳۱) نماز عصر نماز ظہر کے وقت پڑھ سکتا ہے۔ اہل

حدیث کے نزدیک بغیر عذر کے دو نمازیں ایک وقت میں اکٹھی پڑھ سکتا ہے۔

الجمع بین الصلوتین من غیر عذر ولا سفر ولا مطر جائز ھذا عند اھل الحدیث (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰۹) یعنی تین وقت رہ گئے۔ فجر، ظہر، مغرب

ماسوائے عورت (شرمگاہ) کے باقی سارے بدن پر محرمات (ماں بہن بیٹی وغیرہ سے مالش کروانا جائز ہے۔ بوڑھے کو بھی جوان کو بھی ضرورت شدید کے وقت محرمات کو عورت (شرمگاہ) کی طرف نظر کرنا اور مس کرانا (مالش کرانا) بھی جائز ہے جیسے طبیب کو جائز ہے (نذیریہ ج ۳ ص ۱۷۶) ضرورت کی تشریح۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو یا جو پرشہوت ہو۔ شہوت کے بارہ میں اپنے دانت پیس رہی ہو۔ تم ایسی عورت کرو جس کی فرج تنگ ہو۔ جو شہوت کے مارے دانت پر دانت رگڑ رہی ہو وہ عورت جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو۔ (وحید اللغات الحارقہ ج ۲ ص ۵۶) عورتوں کے لیے موئے زیر ناف اکھاڑنے سے استرہ سے مونڈنا اچھا ہے کیونکہ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے۔

(نذیریہ ج ۳ ص ۳۵۶)